Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۰/۷۵ | اتوار ، ۷ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ ، ۲۸ اخاء ۱۳۶۹ہش ، ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۹۲

اخبار احمدیہ

ربوہ ـ حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایّدہُ اللّٰہ تعالےٰ کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے اعجازی رنگ میں بہتر ہو رہی ہے ۔ حضرت بیگم صاحبہ احباب جماعت کی دعاؤں کا شکریہ ادا کرتی ہیں ۔ اللّٰہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے حضرت سیّدہ موصوفہ کو کامل صحت عطا کرے ۔

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ مت سمجھو کہ خدا تعالےٰ کا غضب بھی اسی طرح کا ہوتا ہے کہ جس طرح سے انسان کا غضب ہوتا ہے ۔ کیونکہ خدا خدا ہے اور انسان انسان ہے ۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ جس طرح سے ایک انسان کام کرتا ہے خدا بھی اسی طرح سے ہی کرتا ہے ۔ مثلاً خدا سُنتا ہے تو کیا اسکو سُننے کیلئے انسان کی طرح ہوا کی ضرورت ہے اور کیا اس کا سُننا بھی انسان کی طرح سے ہے کہ جس طرف ہوا کا رُخ زیادہ ہوا ، اُس طرف کی آواز کو زیادہ سُن لیا ۔ یا مثلاً دیکھنا ہے کہ جب تک سورج چاند چراغ وغیرہ کی روشنی نہ ہو انسان دیکھ نہیں سکتا تو کیا خدا بھی روشنیوں کا محتاج ہے ؟ غرض انسان کا دیکھنا اور رنگ کا ہے اور خدا کا دیکھنا اور رنگ کا ہے ۔ اس کی حقیقت خدا کے سپرد کرنی چاہیئے ۔"

(ملفوظات جلد دہم صـ۴۶)

"یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ نماز کی حفاظت اس واسطے نہیں کی جاتی کہ خدا کو ضرورت ہے ۔ خدا تعالےٰ کو ہماری نمازوں کی کوئی ضرورت نہیں ۔ وہ تو غنی عن العالمین ہے اس کو کسی کی حاجت نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ضرورت ہے ۔ اور یہ ایک راز کی بات ہے کہ انسان خود اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اسی لئے وہ خدا سے مدد طلب کرتا ہے ۔ کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ انسان کا خدا تعالےٰ سے تعلق ہو جانا حقیقی بھلائی کا حاصل کر لینا ہے ۔ ایسے شخص کی اگر تمام دنیا دشمن ہو جائے اور اسکی ہلاکت کے درپے رہے تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی ۔ اور خدا تعالےٰ کو ایسے شخص کی خاطر اگر لاکھوں کروڑوں انسان بھی ہلاک کرنے پڑیں تو کر دیتا ہے ۔ اور اس ایک کی بجائے لاکھوں کو فنا کر دیتا ہے ۔"

(ملفوظات جلد دہم صـ۶۶)

ربوہ ۱۲ اکتوبر ـ آج یہاں بیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ محترم مولانا نسیم سیفی صاحب نے پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ دیا ۔ خطبہ میں مولانا موصوف نے سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ جولائی کے بعض حصے پڑھ کر سنائے ۔ اس خطبہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عملی نفاق کی بعض حالتیں بیان کر کے احمدی احباب کو اپنے اعمال کی درستی اور اصلاح کی طرف متوجہ فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اگرچہ جماعت احمدیہ کے حق میں خدا تعالیٰ کے بے شمار وعدے ہیں لیکن یہ وعدے ہمیشہ مشروط ہُوا کرتے ہیں اور اگر اعمال ان کے مطابق نہ ہوں تو یہ وعدے پورے نہیں ہُوا کرتے ۔

خطبہ ثانیہ میں مولانا نے حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کی ۔ نیز محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے بارے میں بتایا کہ ان کی آنکھ کا اپریشن کامیاب ہو چکا ہے ۔ احباب کامل شفاء کے لئے دعا کریں ۔

قارئین الفضل دعا کریں کہ اللّٰہ تعالیٰ ہمارے ملک کو مخلص اور بے لوث قیادت عطا کرے ۔

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایڈیٹر الفضل کو شرف مصافحہ عطا فرما رہے ہیں ۔

حدِّ اعتدال سے آگے بڑھنا انسان کو سزا کے قابل بنا دیتا ہے

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت فضل عمر (اللّٰہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

فرمایا

"مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں پر کوئی غلط الزام لگتا ہے تو وہ کُڑھتے اور رنج محسوس کرتے ہیں ۔ لیکن انہیں خوش ہونا چاہیئے کیونکہ دشمن کا ایسا کرنا خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم کی علامت ہے ۔ اور یہ اس طرح کہ جب انسان کسی گناہ میں مبتلا ہوتا ہے اور وہ گناہ بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ سزا کے قابل ہو جاتا ہے تو خدا تعالےٰ اس کے کسی دشمن کو کھڑا کر دیتا ہے ، جو اس پر جھوٹا الزام لگاتا ہے اور بدنام کرنا چاہتا ہے ۔ لیکن وہ چونکہ دراصل سچا ہوتا ہے ، اس لئے سمجھ دار لوگوں کے نزدیک وہ مظلوم سمجھا جاتا ہے اور اس طرح اس کی عزت ہو جاتی ہے ، اگر وہ بات جو اس پر الزام کے طور پر قائم کی گئی تھی صحیح ہوتی تو بے شک وہ بدنام اور بے عزت ہو جاتا ، لیکن دشمن کے افترا اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے اس کی عزت ہو جاتی ہے ۔ کہتے ہیں کہ ایک دن رنجیت سنگھ کے لڑکے کے باورچی نے

باقی صـ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی، ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۸، اخاء ۱۳۶۹ہش ـــ ۲۸، اکتوبر ۱۹۹۰ء

قدمِ صدق کا فیض

اگر انسان ہر کام سوچ سمجھ کر کرے اور اسکی سوچ کی بنیاد یہ ہو کہ اس کے کام سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو تو وہ سیدھے راستے پر رہے گا اور ہر کام اس کے اپنے لئے بھی مفید ہوگا اور دوسرے بھی اس سے ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہیں گے بلکہ انہیں بھی اس کے کام فائدہ ہی پہنچائیں گے۔ اسے اللہ تعالیٰ کا نور حاصل ہوگا۔ اور وہ اس خدائی روشنی میں ہر قدم اٹھائے گا، اور اس کے ہر قدم کو قدمِ صدق کہا جا سکے گا، یہ قدمِ صدق ہمیشہ برکت کا باعث ہوتا ہے اور یہ برکت کسی ایک فرد تک محدود نہیں رہتی بلکہ دوسروں کو بھی اس سے مستفیض ہونے کا موقعہ ملتا ہے۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

"تم کوشش کرو کہ تمہارا قدمِ صدق بڑا ہو اور اس کے فیض کے نیچے اور بھی لوگ آئیں۔ تمہارے قدمِ صدق کی برکت سے اور قومیں بھی برکت پائیں۔ لیکن یاد رکھو یہ قدم تمہارے نُور کی نسبت کے ساتھ بڑا ہوگا۔"

گویا پہلے نور کا حصول لازمی ہے اور چونکہ یہ نُور اللہ تعالیٰ ہی کی ذات سے ملتا ہے اس لئے لازم ٹھہرا کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کو بڑھایا جائے جس کا بنیادی ذریعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا اظہار اس کے احکام کی اطاعت کے ذریعہ کیا جائے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے محبّت پیدا کی جائے اور اس کے نتیجہ میں اس کے ہر حکم کی اطاعت کی جائے۔ یہی وہ بات ہے جس سے انسان اللہ تعالیٰ کا نُور حاصل کر سکتا ہے۔ اور جوں جوں اس میں قدم آگے بڑھائے گا اس کا نُور بھی زیادہ سے زیادہ اور روشن سے روشن تر ہوتا جائے گا۔ اس نُور میں جب وہ چلے گا تو اسے اپنے قدم کو بڑا قدم بنانے کا حوصلہ پیدا ہوگا، اسی کا نام قدمِ صدق ہوگا۔

پس ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق ـــ جسے حضور انور نے متعدد خطبات میں لقاء کا نام بھی دیا ہے ـــ پیدا ہو۔ بڑھے اور بڑھتا رہے۔ اور اس تعلق کے نتیجہ میں اس کا نُور حاصل ہو۔ اور اس نُور کی روشنی میں ہمارا قدم قدمِ صدق بن جائے اور یہ قدمِ صدق بڑا بھی ہو اور سب قوموں کے لئے برکت کا بھی موجب ہو۔ اس میں ہماری اپنی کوشش کی بھی ضرورت ہے۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہیئے اور چونکہ یہ کوشش بھی اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے کی جا سکتی ہے اس لئے اس سلسلہ میں ہمیں دعا بھی کرنی چاہیئے۔

کھوکھلے نعروں سے بہلاؤ ہمیں
جو نہ دے سکتے ہو دلواؤ ہمیں
ہم کو ہے معلوم یہ موسم ہے کیا
یاد ہے ہر شخص کا بھاؤ ہمیں

ابوالاقبال

سمندِ ناز بھی ہے، میرِ کارواں بھی ہے
یہ قافلہ سوئے منزل رواں دواں بھی ہے

سرِ نیاز ہے اور اس کا آستاں بھی ہے
خدائے عزّوجل ہم پہ مہرباں بھی ہے

دلوں کے بھید سے واقف ہے وہ علیم و خبیر
اور آزمانے کو لیتا وہ امتحاں بھی ہے

وہ کائنات میں ہر دم ہے ہر جگہ موجود
اور ایک نُور کا پردہ سا درمیاں بھی ہے

وہ جس نے طاقتِ صبر و شکیب عطا کی ہے
اُسی کے ہاتھ میں ظالم تری زباں بھی ہے

حبیبؐ حق سے ملی ہے نویدِ فتح و ظفر
رموزِ حق کا جو لاریب ترجماں بھی ہے

الٰہی خوئے محبّت سے آشنا کر دے
کدورتوں سے بھرا دل جہاں جہاں بھی ہے

نادر قریشی

فضیلت کا معیار ـ تقویٰ

ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمایا:۔ جہاں تک حسب و نسب کا تعلق ہے دینِ حق رنگ و نسل اور ملک و قوم اور محض خاندان کی وجہ سے کسی کو کوئی فوقیت نہیں دیتا۔ سچے مذہب نے جاہلیت کے سارے فخروں کو مٹا دیا ہے چنانچہ "ایک ہی جان" (ترجمہ) کے الفاظ میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ سب کے آباؤ اجداد ایک ہی ہیں۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی کالے کو گورے پر اور نہ کسی گورے کو کالے پر کوئی فوقیّت حاصل ہے۔ دینِ الٰہی نے تقویٰ کو فضیلت کا معیار ٹھہرایا ہے۔ یہی بنیاد ہے (دینِ حق کے) معاشرہ کی اور اس بنیاد پر ازدواجی رشتے استوار ہونے چاہئیں۔" (خطبہ فرمودہ ۶، نومبر ۱۹۸۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر

اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے

علمی مسائل

قرآن کریم نے غلام کے لئے دو ہی صورتیں رکھی ہیں۔ جن کا ذکر اس نے سورہ محمدؐ میں ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ ( ) مذہبی جنگ میں جب کوئی شخص تمہارے پاس قید ہو کر آئے۔ تو یا تو اس کو بطور احسان چھوڑ دو اور یا پھر فدیہ لے کر چھوڑ دو۔ یہ صورت تمہارے لئے کسی طرح بھی جائز نہیں کہ باوجود اس کے کہ کوئی شخص اپنا فدیہ پیش کرتا ہو پھر بھی اس کو غلام رکھا جائے۔ مگر چونکہ ممکن تھا کہ ایک شخص غریب ہو اور وہ خود فدیہ ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو گورنمنٹ ظالم ہو اور اسے رہا کرانے کا کوئی احساس نہ ہو۔ اس کے رشتہ دار لاپرواہ یا بدمعاش ہوں اور وہ چاہتے ہوں کہ وہ قید ہی رہے تاکہ وہ اس کی جائیداد پر قبضہ کئے رکھیں اور دوسری طرف مالک کی یہ حالت ہو کہ وہ بغیر فدیہ لینے کے اسے آزاد کرنے کی طاقت ہی نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ بالکل ممکن ہے کہ جو رقم اس نے جنگ میں خرچ کی تھی۔ اس نے اس کی مالی حالت کو خراب کر دیا ہو تو ایسی صورت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا غلام بنایا ہے۔ اور تمہیں ان پر قبضہ و تصرف حاصل ہے اگر وہ تم سے کہیں کہ صاحب ہمیں چھڑانے والا کوئی نہیں اور نہ ہمارے پاس دولت ہے کہ ہم فدیہ دے کر رہا ہو سکیں۔ ہم غریب اور نادار ہیں ہم آپ سے یہ شرط کر لیتے ہیں کہ آپ کی رقم دو سال یا تین سال یا چار سال میں ادا کر دیں گے اور اس قدر ماہوار یا سالانہ قسط آپ کو ادا کیا کریں گے۔ آپ ہمیں آزاد کر دیں تو ( ) تم اس بات پر مجبور ہو کہ ان کو آزاد کر دو اور ان کے فدیہ کی رقم کی قسطیں مقرر کر لو بشرطیکہ تمہیں معلوم ہو کہ وہ روپیہ ادا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ بلکہ تمہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تم کو دیا ہے۔ اس میں سے ان کی مدد کرو۔ یعنی انہیں کچھ سرمایہ بھی دے دو تاکہ اس کے ذریعے سے وہ روپیہ کما کر اپنا فدیہ ادا کر سکیں۔ جب قسطیں مقرر ہو جائیں تو اس وقت سے وہ اپنے اعمال میں ویسا ہی آزاد ہو گا جیسے کوئی دوسرا آزاد شخص اور وہ اپنے مال کا مالک سمجھا جائے گا۔ مگر جیسا کہ بتایا جا چکا ہے پہلے زمانوں میں چونکہ جنگ انفرادی ہوا کرتی تھی اس لئے افراد سے تاوان جنگ وصول کیا جاتا تھا۔ مگر اس زمانے میں قومی جنگیں ہوتی ہیں۔ اس لئے اب یہ طریق ہو گا کہ قوم تاوان جنگ ادا کرے۔ پہلے چونکہ باقاعدہ فوجیں نہیں ہوا کرتی تھیں اور قوم کے افراد پر جنگی اخراجات کی ذمہ داری فرداً فرداً پڑتی تھی۔ اس لئے اس وقت قیدی رکھنے کا بہترین طریق یہی تھا کہ ان کو افراد میں تقسیم کر دیا جاتا تاکہ وہ ان سے اپنے اپنے اخراجات جنگ وصول کریں۔ مگر جب حکومت کی باقاعدہ فوج ہو اور افراد پر جنگی اخراجات کا بار فرداً فرداً نہ پڑتا ہو تو اس وقت جنگی قیدی تقسیم نہیں ہوں گے۔ بلکہ حکومت کی تحویل میں رہیں گے اور جب دوسری قوم تاوان جنگ ادا کر دے گی تو پھر ان سے کوئی خدمت نہیں لی جائے گی اور انہیں رہا کر دیا جائے گا۔

بہرحال اسلامی تعلیم کے ماتحت غلام دنیوی جنگوں میں نہیں بنائے جاتے۔ بلکہ صرف انہی جنگوں میں بنائے جاتے ہیں جو مذہبی ہوں مگر ان غلاموں کے متعلق بھی حکم دیا کہ اول تو احسان کر کے انہیں چھوڑ دو اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو فدیہ لے کر رہا کر دو۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ خود فدیہ دیں۔ اس کے رشتہ دار بھی دے سکتے ہیں۔ حکومت بھی دے سکتی ہے اور اگر گورنمنٹ لاپرواہ ہو رشتے دار ظالم ہوں۔ اور وہ خود غریب ہو تو وہ کہہ سکتا ہے کہ میرے ساتھ طے کر لو کہ مجھ پر کیا تاوان جنگ عائد ہوتا ہے۔ اور پھر کہہ دے کہ مجھے اس تاوان کی ادائگی کے لئے اتنی مہلت دے دو۔ میں اس عرصے میں اس قدر ماہوار روپیہ ادا کر کے تاوان جنگ دے دوں گا۔ ایسے معاہدے کے معاً بعد وہ آزاد ہو جائے گا۔ اور مالک کا کوئی حق نہیں ہو گا کہ وہ مکاتبت میں کسی قسم کی روک پیدا کرے۔ مکاتبت کا روکنا صرف اسی صورت میں جائز ہے جب کہ خیر نہ ہو یعنی جنگ کا خطرہ ہو یا یہ کہ وہ پاگل اور کم عقل ہو۔ خود کما نہ سکتا ہو اور خطرہ ہو کہ وہ بجائے فائدہ کے نقصان اٹھائے گا۔ اور مکاتبت کی صورت میں اسلام اسے سرمایہ مہیا کر دینے کا بھی حکم دیتا ہے۔ خواہ وہ سرمایہ مالک دے یا حکومت۔ ممکن ہے یہاں کوئی شخص کہہ دے کہ اگر پاگل یا کم عقل والے کی مکاتبت کو روکنا جائز ہے تو پھر تو لوگ اچھے بھلے سمجھدار لوگوں کو بے عقل قرار دے کر اپنا غلام بنائے رکھیں گے۔ آزاد تو وہ پھر بھی نہ ہوئے اس کا جواب یہ ہے کہ اسلامی قانون یہ ہے کہ ایسی صورت میں وہ گورنمنٹ کے پاس درخواست کر سکتا ہے کہ میں صاحب عقل ہوں۔ کما سکتا ہوں۔ مگر میرا مالک مجھے جان بوجھ کر غلام بنائے ہوئے ہے۔ اور قاضی فیصلہ کر کے اسے آزادی کا حق دلا دے گا۔ غرض کوئی صورت بھی ایسی نہیں جس میں غلاموں کی آزادی کو مدنظر نہ رکھا گیا ہو۔ اول مالک کو کہا کہ وہ احسان کر کے چھوڑ دے۔ دوئم اگر مالک ایسا نہ کر سکے تو غلام کو اختیار دیا کہ وہ تاوان جنگ ادا کر کے آزادی حاصل کر لے۔ اور اگر فدیہ ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو مکاتبت کر لے اور کہہ دے کہ میں اتنی قسطوں میں روپیہ دے دوں گا۔ مجھے دو یا تین سال کی مہلت دے دو۔ ایسا معاہدہ کرتے ہی وہ آزاد سمجھا جائے گا۔ اگر ان ساری سہولتوں کے باوجود کوئی شخص یہ کہے کہ میں آزاد ہونا نہیں چاہتا تو ماننا پڑے گا کہ اسے اپنی غلامی آزادی سے اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ کے پاس جو غلام تھے وہ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے ماتحت اس عمدگی اور آرام کے ساتھ رکھتے تھے کہ انہیں آزادی سے غلامی بہتر معلوم ہوتی تھی۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ( ) کہہ کر بنی نوع انسان کو اس لطیف نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ اموال جو تمہارے قبضے میں ہیں در حقیقت ایک امانت کے طور پر تمہارے پاس ہیں ورنہ اس مال میں دوسروں کا بھی حق شامل ہے۔ اور تمہارا فرض ہے کہ ان کے حقوق ادا کرو۔ تمہیں یہی خوشی اپنا سب سے بڑا انعام سمجھنا چاہیئے۔ کہ تمہارے کئی بھائی جو تمہاری طرح اس مال کے حصہ دار ہیں تمہارے ذریعے سے پرورش پا رہے ہیں اور خدا تعالیٰ نے تم کو اس درجہ پر پہنچایا ہے کہ اس کی مخلوق کی ربوبیت میں تم بھی حصہ لو۔

راستے کے آداب کو ملحوظ رکھنا ہم سب کا فرض ہے۔

محفوظ تحریریں

1.7.1361
1982ء

عزیزہ مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ

آنسوؤں کی لڑی میں پروئے ہوئے آپ کے دو خلوص کے پھولوں کے ہار ملے۔ اس سے بہتر تحفہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو بعض دفعہ ایک آنسو کی اتنی قیمت پڑ جاتی ہے کہ انسان کی ساری زندگی اور اس کے ماحصل سے بڑھ کر وہ آنسو قدر کے لائق ہو جاتا ہے۔

نظمیں پڑھتے ہوئے حیرت اور تعجب سے میں یہ سوچتا رہا کہ علم و ادب کا یہ جوہر آپ نے آج تک کیسے چھپائے رکھا۔ میرے تو وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ آپ ..... اتنا اعلیٰ پائے کا ادبی ذوق رکھتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ صحت و عافیت والی خوشیوں سے معمور لمبی زندگی عطاء فرمائے اور پہلے سے بھی بڑھ کر خلوص اور پیار سے بنی نوع انسان کی خدمت کی توفیق عطاء فرماتا رہے۔ آپ کی ساری اولاد کو نیک بخت اور نیک انجام کرے اور اعلیٰ ترقیات سے نوازتا رہے۔

مرزا طاہر احمد
امام جماعت احمدیہ (الرابع)

روحانی خزائن کا مطالعہ

ہم میں سے ہر ناصر کو اپنے علم و فضل میں اضافہ کرتے رہنا چاہئے۔ ایک ایمان لانے والے کی شان یہی ہے کہ اس کے دو دن ایک جیسے نہیں ہوتے۔ اس کا ہر نیا دن گزر رہے ہوئے دن کی نسبت زیادہ بہتر اور زیادہ بلند شان کا حامل ہونا چاہیئے اس کے لئے مطالعہ قرآن کریم۔ احادیث مبارکہ لازمی ہے اور روحانی خزائن کی مقررہ کتب کا باقاعدگی سے مطالعہ ناگزیر ہے ہر ناصر کے سرہانے کے پاس مقررہ کتاب روزانہ مطالعہ کے لئے موجود رہنی چاہیئے ہر ناصر کی صبح کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ اور تفسیر کے مطالعہ سے ہونا چاہیئے اور دن بھر کی بھاگ دوڑ کے بعد رات کو سونے سے قبل آدھ پون گھنٹہ روحانی خزائن کی مقررہ کردہ کتاب کا مطالعہ ہر ناصر کی روزانہ زندگی کا معمول ہونا چاہیئے۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سین

سائنسی ادارے

یہ بات تو سبھی جانتے ہیں کہ پاکستان میں سائنس کی تعلیم کو وہ پذیرائی حاصل نہیں ہوئی جو اسکی ترقی کیلئے لازمی ہے۔ کچھ لوگ آہستہ آہستہ یہ بات کہتے بھی ہیں لیکن ہمارے خیال میں جتنے زور سے یہ بات کہنے کی ضرورت ہے وہ عظیم قدوائی کے علاوہ شائد کوئی شخص نہیں کہہ رہا۔ وہ اکثر و بیشتر سائنس کی تعلیم پر مضامین لکھتے رہتے ہیں اور پاکستانیوں کے ضمیر کو اتنا جھنجھوڑنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کر گذریں۔ اپنے ایک حالیہ مضمون میں وہ کہتے ہیں کہ بیسویں صدی کے آخری سالوں میں ٹیکنالوجی کو اس بات کا معیار گردانا جانے لگا ہے کہ کسی ملک نے کس قدر ترقی کی ہے۔ اور اس ملک کی اقتصادی ترقی پر کیا اثر ڈالا ہے

لیکن یہ ایسی بات ہے جسکا پاکستان میں تصور کرنا خاصا مشکل ہے کیونکہ یہاں زندگی کے ہر شعبے میں ترقی کی رفتار توقع سے کم ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی سے بے رغبتی کی دلیل عظیم قدوائی صاحب یہ بھی دیتے ہیں کہ گذشتہ چار دہاکوں میں جو کہ ہماری آزادی کے عرصے پر محیط ہیں ہم ایک بھی انجینئرنگ سائنسز کا اعلیٰ تعلیم کا ادارہ قائم نہیں کر سکے۔ اسوقت وہ ادارے جنہیں انجینئرنگ یونیورسٹی کہا جاتا ہے زیادہ سے زیادہ کالجوں کی ایک ترقی یافتہ قسم ہے لیکن وہ صرف اتنی ترقی یافتہ قسم ہے کہ ہم عالمی معیار کے لوگ وہاں پیدا نہیں کر سکتے۔ اور شاذ ہی کبھی ان اداروں میں کوئی اہم تحقیقات کی گئی ہوگی۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنے ارد گرد دیکھیں تو ہمیں مشرق میں بعض ممالک ایسے نظر آتے ہیں جو تقریباً ہماری آزادی کے وقت آزاد ہوئے تھے یا وجود میں آئے تھے۔

ہندوستان نے اس وقت تک پانچ قومی ادارے قائم کئے ہیں جو عالمی معیار پر پورے اترتے ہیں اور جنہیں ایم۔ آئی۔ ٹی یعنی مشہور میساچوسٹ انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی امریکہ کی چھوٹی بہن کہا جا سکتا ہے۔ جنوبی کوریا نے ایک ایسا ادارہ قائم کیا ہے جو دنیا کے بہترین اداروں میں شمار ہو سکتا ہے۔ اس کے نام کا مخفف کیاسٹ (KIAST) ہے اور اسکا پورا نام کورین ایڈوانس انسٹی ٹیوٹ آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی ہے۔ جہانتک پاکستان کا تعلق ہے ۱۹۸۱ میں بہت سے صنعت کاروں اور تاجروں نے کراچی میں ایک میٹنگ منعقد کر کے پروفیسر عبدالسلام نوبل انعام یافتہ کو دعوت دی کہ وہ اس میٹنگ کے مہمانِ خصوصی ہوں۔ اس موقع پر ایک ایسی سکیم تیار کی گئی جس کے ذریعے تھیوریٹیکل فزکس اینڈ بیسک سائنسز کا ایک مرکز قائم کرنا مقصود تھا۔ اسوقت اندازہ لگایا گیا تھا کہ اس سکیم پر ۵۰ ملین روپے خرچ ہونگے اور بڑی دلی مسرت کے ساتھ اس رقم کا اعلان کیا گیا تھا۔ اگرچہ بعد میں یہ اعلان کھوکھلا ثابت ہوا اسکے متعلق ایک سائنس کالم بھی لکھا گیا "کیا وہ پاکستان میں سائنس کا مندر بنائیں گے؟" اس کالم کے ذریعے مجوزہ سکیم کے قابلِ عمل ہونے کے متعلق سوال اٹھایا گیا تھا۔ اسوقت اس خیال کا اظہار کیا گیا تھا کہ یہ سکیم ناقابلِ عمل ہے۔ چنانچہ یہ بات درست ثابت ہوئی روپیہ اکٹھا کرنے والے ۵۰ ملین کی بجائے صرف ایک ملین روپیہ اکٹھا کر سکے اور اس سکیم کو اب سامنے آئے ۹ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ حتیٰ کہ اب اس سکیم کے متعلق کوئی بات سننے میں نہیں آتی۔ یہ بات تو ہے نجی اداروں سے تعلق رکھنے والی لیکن عظیم قدوائی کہتے ہیں کہ جہاں تک حکومت کے کردار کا تعلق ہے سوائے انفرادی استثناء کے وہ بھی قابلِ افسوس ہے۔

جہاں تک ورکنگ گروپ برائے سائنس اور ٹیکنالوجی کا چھٹے پنجسالہ منصوبے ۱۹۸۸۔۱۹۸۳ کا تعلق ہے سائنسی اداروں کا خاص طور پر خیال رکھا گیا تھا۔ اس پنجسالہ منصوبے میں دو اداروں کے قیام کا ذکر تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا تھا کہ چونکہ بورڈ کے ممبروں کا یہ خیال ہے کہ اگر پاکستان نے سائنس اور ٹیکنالوجی کی دنیا میں کوئی مقام حاصل کرنا ہے خاص طور پر آئندہ دس سال کے عرصے میں یا اسکے قریب تو ان دو اداروں کا قیام انتہائی ضروری ہے۔ ایک بنیادی سائنس میں اور دوسرا ٹیکنالوجی کیلئے اور کہا یہ گیا تھا کہ ان دو اداروں کو عالمی معیار کے مطابق چلایا جائے گا۔ سائنس کی ساری پراجیکٹ کیلئے جس روپے کی ضرورت تھی اسکا ۱/۴ ان دو اداروں کیلئے مخصوص کیا گیا تھا۔ ٹیکنالوجی کے ادارے کو ۹۰ کروڑ روپے سے قائم کرنا تھا اور یہ رقم کل رقم ۵۶۰ کروڑ کا حصہ تھی جہانتک بیسک سائنسز (BASIC SCIENCES) کا تعلق ہے۔ اسکے ادارے کیلئے ۴۰ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی تھی۔ لیکن اس پراجیکٹ کے سامنے آنے کے بعد اس پر کوئی کام نہیں کیا جا سکا حالانکہ چھٹا پنج سالہ منصوبہ ختم ہوئے دو سال گذر گئے ہیں۔ اور اب ساتواں منصوبہ زیر عمل ہے۔

وفاقی حکومت نے آج سے کچھ عرصہ قبل اسلام آباد میں ایک سائنس اور ٹیکنالوجی کا ادارہ قائم کرنے کی سکیم منظور کی تھی۔ اور اس ادارے کا نام ذوالفقار علی بھٹو (سابق وزیر اعظم) کے نام پر رکھا جانا تھا۔ ابتدائی مراحل کے لئے دو کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے لیکن یاد رہے کہ یہ رقم ایسے ادارے کے لئے بہت کم ہے۔ اسی طرح سرکاری کاغذات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا ایک ادارہ قائم کرنا منظور کیا گیا تھا۔ اور یہ بات دیکھنے والی ہے کہ یہ ادارہ قائم ہوتا ہے یا نہیں۔ عظیم قدوائی کہتے ہیں کہ نہیں کہا جا سکتا کہ سیاسی فضاء جس طرح بدل رہی ہے ان اداروں کا وجود قائم ہو سکے گا یا نہیں۔ البتہ یہ بات کسی حد تک تسلی بخش ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر میں اس بات کی کوشش کی جارہی ہے کہ ایسا ادارہ قائم کیا جائے۔ جو لوگ اس سکیم کی پشت پر ہیں ان میں خلوص نظر آتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعی پاکستان کو سائنس کے میدان میں ترقی یافتہ دیکھنا چاہتے ہیں یہ ادارہ ٹوچی کے مقام پر صوبہ سرحد میں تربیلا ڈیم کے نزدیک کھولا جائیگا

اس ادارے کیلئے بی۔ سی۔ آئی۔ فاؤنڈیشن نے ۲۵ کروڑ روپے دیئے ہیں۔ اور کام کے آغاز کے لیئے یہ رقم کافی ہے۔ صوبائی حکومت نے اس سلسلے میں ٹوچی میں ۲۱۸ ایکڑ زمین مہیا کی ہے کہا جاتا ہے کہ اس سکیم کو عملی شکل دینے کیلئے ۲۵۲ ملین روپے کی ضرورت ہوگی اس رقم میں سے ۶۵۰ ملین عمارت کی تعمیر پر خرچ ہونگے

اس ادارے میں مکینیکل انجینئرنگ۔

الیکٹرانکس اینڈ الیکٹریکل انجینئرنگ۔

کمپیوٹر سائنسز۔ میٹالرجی اور میٹریل سائنس اور اپلائیڈ فزکس اور میتھمیٹکس کی تعلیم دی جائے گی۔ یہ ادارہ گریجوایٹ پیدا کرے گا اور پوسٹ گریجوائٹ ڈگری کے لئے بھی تعلیم دے گا۔ اسمیں بی۔ ایس سی کی ڈگری ۴ سال میں حاصل کی جاسکے گی۔ اور ماسٹرز ڈگری کے لئے دو سال مزید تعلیم حاصل کرنا ہوگا۔ پروگرام میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اسکے بعد دو سال کی تحقیق سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی جاسکے گی۔ اس ادارے کے بہتر طریق پر کام کرنے کے نتیجے میں مزید روپیہ آسانی سے حاصل کئے جانے کا امکان ہے۔ محب وطن احباب سے عطیات بھی لیئے جائیں گے اور ایسے عطیات دینے والے افراد بھی ہونگے اور تنظیمیں بھی اور غیر ممالک کی حکومتوں سے بھی مدد لی جائے گی۔ اپنی وفاقی اور صوبائی حکومتیں تو بہر حال مدد کرینگی ہی۔

کہتے ہیں کہ اسکی عمارت اگلے سال کے شروع میں تعمیر ہونا شروع ہو جائے گی اور سب سے پہلا تعلیمی سال ۱۹۹۳ کے ستمبر میں شروع ہو گا۔ تعلیم کے ماہروں نے اندازہ لگایا ہے کہ اس ادارے میں فیسیں اتنی زیادہ ہونگی کہ بہت کم لڑکے تعلیم حاصل کرنے کے لیئے داخلہ لے سکیں گے۔ گریجوایشن کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے سال بھر کی فیس ایک لاکھ روپیہ ہو گی۔ جو داخلے کے وقت لی جائے گی۔ سب لوگ بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ یہ رقم اتنی زیادہ ہے کہ عام لوگوں کے لیئے اسکی ادائیگی آسان نہیں ہے شائد یہ فیس اس بات کو مدنظر رکھ کر مقرر کی گئی ہے کہ امریکن یونیورسٹیوں میں طالب علم اتنی ہی رقم ادا کرتے ہیں۔ لیکن اس بات کا خیال نہیں رکھا گیا کہ امریکہ کے باشندوں کی آمدنی اور پاکستانیوں کی آمدنی میں کتنا فرق ہے۔

بہر حال عظیم قدوائی کہتے ہیں کہ ہماری حکومتوں کو تعلیم میں موجود الوقت دلچسپی سے زیادہ دلچسپی لینی چاہیئے اور تحقیق کے سلسلے میں جو رقوم درکار ہیں وہ بشاشت کے ساتھ ادا کرنی چاہئیں۔ اگر یہ ادارہ قائم ہو گیا اور توقعات کے مطابق اس نے کام کیا تو عظیم قدوائی کا خیال ہے کہ گذشتہ ۴۳ سال میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم میں جو خلاء رہ گیا ہے وہ بہت حد تک پُر ہو جائے گا۔

بریل سسٹم

بریل کے نام سے تو بہت سے دوست واقف ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ نابینا لوگوں کے لکھنے اور پڑھنے کے لئے جو سسٹم اختیار کیا جاتا ہے اس کا نام بریل سسٹم ہے لیکن شاید یہ بات بہت سے دوستوں کو معلوم نہ ہو کہ یہ طریقہ ایک فرانسیسی شخص نے جس کا نام لوئی بریل تھا۔ ۱۸۲۴ء میں ایجاد کیا تھا۔ یہ شخص ۱۸۰۹ء میں پیدا ہوا تھا۔ اور ۱۸۵۲ء میں اس کی وفات ہو گئی تھی۔ طریق یہ ہے کہ چھ ابھرے ہوئے نقطے بنائے جاتے ہیں۔ ان چھ نقطوں کو اس طرح ترتیب دیا جاتا ہے کہ ان سے لفظ بنتے چلے جاتے ہیں۔ شروع شروع میں اسے بریل سسٹم کی بجائے سیل CELL سسٹم برائے نابینا کہا جاتا تھا۔ یہ شخص بریل خود بھی نابینا تھا۔ جو سسٹم اس شخص نے ایجاد کیا وہ بہت زیادہ مقبول ہوا اور اس کی وفات کے دو ہی سال بعد سارے فرانس میں اس سسٹم کو استعمال کیا جانے لگا۔ اس میں ۶۳۔ حروف ہوتے ہیں اور یہ سب کے سب

باقی صـ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

شیخ رحمت اللہ

مکرم مولوی عبدالحمید صاحب

مولوی عبدالحمید صاحب کے بزرگ گو پونا کے رہنے والے تھے۔ مگر اُن کے والد فوج میں ملازم تھے اور ملازمت کا تقریباً سارا وقت فرنٹیئر اور پنجاب میں گذرا۔ مولوی صاحب کی پرورش و پرداخت انہیں علاقوں میں ہوئی۔ لہٰذا پشتو اور پنجابی زبان پر بھی عبور تھا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ان کے والد تو میرٹھ کے نواح میں آباد ہو گئے اور مولوی صاحب تعلیم مکمل کر کے نئی دھلی رہائش پذیر ہوئے اور انڈین پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ میں ملازمت اختیار کر لی۔ ملازمت کی ابتداء ۱۹۲۰ء میں ہوئی۔ میری اُن سے ملاقات پہلی دفعہ ۱۹۴۲ء میں ہوئی۔ میں اپنے پھوپھی زاد بھائی کا نئی دہلی میں مہمان تھا۔ مولوی صاحب کے ان سے قریب کے تعلقات تھے چونکہ مولوی صاحب کے گھرانے کے اس گھرانے سے بڑے گہرے مراسم تھے اسلئے اُن سے میری اکثر ملاقات رہتی تھی اور قریب سے اُن کو دیکھنے کا موقع ملتا رہتا تھا۔ ان کی بیگم بھی بہت نیک خاتون تھیں۔ اپنے رشتہ داروں اور غریبوں کی خدمت میں لگی رہتی تھیں۔

مولوی صاحب میں خدمتِ خلق کا بہت جذبہ تھا اور مختلف رنگوں میں خداوند تعالےٰ کی مخلوق کی مدد کرتے رہتے تھے۔ مگر ایک کام خاص طور پر مجھے یاد ہے۔ جو سالہا سال تک کرتے رہے اور نئی دھلی کے قیام کے دوران میں یہ کام خود دیکھتا رہا۔ وہ یہ تھا کہ ہر اتوار کو یہ اپنا سائیکل پکڑ قریب کے رہنے والے احمدیوں کے گھروں میں جاتے ان کی سبزی وغیرہ کی ضرورت معلوم کر کے پرانی دھلی سبزی منڈی جایا کرتے۔ یہ ان کی رہائش گاہ سے سات آٹھ میل کے فاصلہ پر تھی۔ ہر ایک کی ضرورت کیمطابق سبزی خریدتے۔ واپس آکر فرداً فرداً متعلقہ احباب کے گھر پہنچاتے۔ یہ منڈی چونکہ تھوک کی تھی۔ اور بازار سے یہاں دام بہت سستے ہوتے۔ اسلئے محض احباب کی بچت کی خاطر یہ باقاعدگی سے یہ زحمت اٹھاتے اور بغیر جتائے یہ کام کرتے رہتے تھے

جماعت کے کاموں میں بھی یہ بہت پیش پیش تھے۔ اور مختلف حیثیتوں سے یہ خدمات بجالاتے رہتے۔ پاکستان جب بنا تو یہ کراچی تشریف لائے۔ اسوقت فوجی محکمہ میں بطور اکاؤنٹس آفیسر اُن کا تقرر ہوا۔ اور چوہدری عبداللہ خاں صاحب کے دفتر میں اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔ جماعت کراچی میں بطور سیکرٹری مجلس عاملہ پر کام کرتے رہے۔ میٹنگوں کی کارروائی کو ضبطِ تحریر میں لانا ان کی ذمہ داری تھی۔ جس کو یہ بے انتہا خوبی سے انجام دیتے رہے۔ کراچی میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی آمد پر سیکرٹری تقریبات کی معاونت کرتے رہتے تھے۔ اگرچہ یہ کام بڑا صبر آزما ہوتا تھا۔ مگر یہ بڑے تحمل کا مظاہرہ کرتے تھے۔

چوہدری عبداللہ خاں صاحب کی وفات کے بعد یہ ملازمت سے ریٹائر ہو گئے اور اپنی زندگی وقف کر کے گھانا مغربی افریقہ تشریف لے گئے۔ تین سال تک خدمات سرانجام دیکر بخیریت تشریف لائے۔

تعلیمی لحاظ سے کوئی بڑے ڈگری ہولڈر نہ تھے۔ مگر بڑے ذہین تھے۔ مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اسلئے علمی معیار بلند تھا۔ بڑے حسین پیرایہ کے مقرر تھے بات بڑی مدلل ہوتی تھی۔ ان کے خطبات میں بڑی کشش ہوتی تھی۔ اور سامعین بڑی توجہ اور انہماک سے سنتے تھے۔ خدام اطفال اور انصار ان کی علمی صلاحیتوں سے بہت فائدہ اٹھاتے تھے۔ جماعت احمدیہ عزیز آباد کے بیت الذکر کے خطیب تھے اس لئے ان کی موجودگی اُس علاقہ کے احباب کی تربیت میں بہت ممد و معاون ثابت ہوتی تھی۔

مولوی صاحب کی اولاد صرف دو بیٹیاں تھیں۔ چھوٹی بیٹی محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ کی شادی محترم میجر شمیم احمد صاحب کے ساتھ ہوئی تھی۔ میجر صاحب جماعت کی معروف شخصیت تھے۔ کراچی جماعت میں وہ بہت لمبا عرصہ جنرل سیکرٹری اور کامیاب نائب امیر رہے۔ مولوی صاحب نے اپنے عزیزوں کا لڑکا لے کر پالا تھا۔ تمام عمر اسکی پرورش کی اور جائیداد میں بھی اسکو حصہ دیا اُس کی شادی اب اُن کی نواسی سے ہوئی ہے۔

میں نے اوپر خدمتِ خلق کا ذکر کیا تھا وہاں یہ لکھنا بھول گیا کہ محض خدمت کی غرض سے انہوں نے ہومیو پیتھی طریقہ علاج سیکھا اور اپنے تمام فارغ اوقات میں لوگوں کا مفت علاج کرتے رہتے تھے۔ مجھے بھی چونکہ اس سائنس سے تھوڑا سا شغف ہے اس لئے دوران ملاقات اکثر اس موضوع پر بھی باتیں ہوتی تھیں۔

مولوی صاحب نے ۸۸ سال عمر پائی بڑھاپے کی وجہ سے قد جھک گیا تھا۔ اور انہیں قلب کا عارضہ بھی رہتا تھا۔ آخری عمر میں ان بے چاروں کو اپنے دونوں دامادوں کی موت کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ ان کی بیگم تو میجر شمیم احمد صاحب کی موت کی خبر سن کر بے ہوش ہو گئیں۔ وہ پہلے بھی بیمار رہتی تھیں۔ اس صدمے سے جانبر نہ ہو سکیں اور میجر صاحب کی موت کے ساتویں دن یہ بھی چل بسیں۔

ہاں مولوی صاحب نے دونوں موتوں پر بڑی جواں ہمتی کا ثبوت دیا۔ اور اللہ کی مرضی کے تابع اپنے کو کر دیا۔ بڑے صبر کا مظاہرہ کیا۔ موت کے دن دل میں تکلیف محسوس کی۔ ڈاکٹر کے پاس جانے کیلئے سواری پر بیٹھے۔ وہیں دل کا دورہ پڑا۔ اُن کیساتھ بیٹھنے والے عزیز کو پتہ بھی نہیں چلا اور اُن کی روح پرواز کر گئی۔ نیک انسان تھے۔ خداوند تعالےٰ نے بھی بہت رحمت اور عفو کا سلوک فرمایا اور آنِ واحد میں موت کی مشکل سے نجات ہو گئی۔ دُعا ہے کہ خداوند تعالیٰ ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔ ان سے عفو اور درگذر کرے۔ اپنی جنت کے دروازے اُن پر وا کر دے۔ بڑے متحمل مزاج تھے۔ بڑی دھیمی آواز میں گفتگو کرتے۔ مخلوقِ خدا کے ہمدرد تھے۔ رشتہ داروں سے ہمیشہ نیک سلوک سے پیش آتے۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ خدا تعالےٰ ان کے مرقد پر رحمتوں کی بارش برساتا رہے۔

بنا کردند خوش بختے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ماسٹر رحمت علی ظفر

چوہدری محمد الدین بسراء صاحب

خاکسار کے خسر محترم چوہدری محمد الدین صاحب بسراء مینیجر نبی احمد زرعی فارمز بقضائے الٰہی ۲۸ مئی ۹۰ء کو کراچی میں وفات پا گئے۔

محترم چوہدری صاحب مڈل پاس کرنے کے بعد تدریس کے شعبہ سے منسلک ہو گئے پھر حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) کی تحریک "وقفِ زندگی" پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ آپکو ۴۴ء میں سندھ اراضی پر بطور واٹر کورس منشی بھیجا گیا جہاں آپ اپنی خداداد ذہانت اور انتھک محنت سے جلد ہی اسسٹنٹ منیجر اور پھر منیجر بنا دیئے گئے آپ کا کام بہت سراہا گیا اور زمیندارہ کروانے کے لحاظ سے آپ حضرت فضل عمر کی نگاہ میں ایک خاص مقام حاصل کر گئے۔ آپ ناسور کے مرض سے بیمار ہو گئے۔ کئی سال تک علاج ہوتا رہا۔ مگر افاقہ نہ ہوا۔ ایک شب خواب میں حضرت فضل عمر نے آپ کو ناسور کا علاج بتایا جو آپ نے کیا اور صحت یاب ہو گئے۔

محترم چوہدری صاحب نے اپنی زندگی نہایت محنت اور دیانت داری سے گزاری، مالک کے ہمیشہ وفادار رہے۔ حضرت نواب محمد عبداللہ خاں صاحب کی نصرت آباد اسٹیٹ میں بھی بطور مینیجر کام کیا۔

آپ محمد آباد، احمد آباد اور محمود آباد میں بھی کئی سال تک مینیجر رہے۔ خاکسار کو محترم چوہدری صاحب کو ایک عرصہ تک قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ ہمیشہ تہجد گزار، پابند صوم وصلوٰۃ اور دینی شعار پر سختی سے عمل کرنے والے پائے گئے۔ اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ تاکید کرتے رہے کہ سلسلہ سے وابستگی اور تعلق ہی اصل زندگی ہے اس کیلئے ہر قربانی پیش کرتے چلے جانا چاہیئے۔ جماعتی تحریکات میں حصہ لینا اور حصہ آمد کا چندہ باقاعدہ ادا کرنا آپ کی امتیازی خصوصیت تھی۔

آپ نے دو دفعہ جلسہ سالانہ انگلستان میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ بہت دلچسپ انداز میں جلسہ سالانہ کی برکات کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ اعزہ، اقربا اور دیگر مخلوقاتِ خدا سے شفقت سے پیش آنے والے تھے۔ اپنی آخری بیماری میں بڑے صبر و تحمل سے وقت گزارا۔ اپنی زندگی کے آخری سانس تک کسی پر بوجھ بننا پسند نہیں کیا۔ وفات کے وقت اپنے منجھلے بیٹے اعجاز احمد انور کے پاس تھے۔ جس نے خدمت کا حق ادا کرنے کی سعادت پائی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو غریقِ رحمت فرمائے۔ آپکی اولاد کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو، اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔ (حضرت بانی سلسلہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبروں کا پس منظر

کہتے ہیں کہ دنیا میں اگر کسی بات کو استحکام ہے تو وہ تغیر کو ہے ۔ ہے نا عجیب سی بات لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ تغیر ہی ایک ایسی چیز ہے جو ہمیشہ قائم رہتی ہے یعنی دنیا میں ہمیشہ تغیر ہوتا رہتا ہے ۔ سوویٹ یونین اپنے نظریات کو عالمی سمجھ کر ساری دنیا میں پھیلانا چاہتا تھا بلکہ ساری دنیا پر مسلط کرنا چاہتا تھا اور ایک لمبے عرصے تک ساری دنیا ایک طرف اور سوویٹ یونین ایک طرف ۔ آپس میں جھگڑے پر جھگڑا ۔ کمیونسٹوں کو ساری دنیا میں فسادات کی جڑ سمجھا جاتا تھا ۔ یہ حالت تقریباً ستر سال تک جاری رہی اور پھر تغیر کی رَو چلی اور سوویٹ یونین کی سیاست میں ایک شخص میخائل گورباچوف ظاہر ہوئے ۔ انہوں نے دنیا سے تعلقات بہتر بنانے شروع کئے ۔ آزادی کی رَو کو جاری کیا ۔ اقتصادیات کو دنیا کے باقی ملکوں کے مطابق ڈھالنا شروع کیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ میخائل گورباچوف امن کے نوبل انعام کے حقدار ٹھہرے ۔ وہ بات جس کا آج سے کچھ عرصہ قبل کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا ۔ جہاں آزادی کی بات کرنا جرم تھا ۔ انسانی حقوق کا ذکر ملک بدری پر منتج ہوتا تھا ۔ اچھے سے اچھا مصنف ملک چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا تھا ۔ وہیں امن کی آبیاری کے سلسلے میں کوششیں شروع ہوئیں اور اس ملک کا صدر نوبل انعام یافتہ بن گیا ۔

○ انتخابات نہایت ضروری ہیں اور اگر انتخابات منصفانہ اور غیر جانبدارانہ ہوں تو بڑے "ظالم" بھی ہو سکتے ہیں ۔ ظالم بُرے معنوں میں نہیں اچھے معنوں میں ۔ پیار کے معنوں میں ۔ شاعرانہ تخیل کے ساتھ ۔ حال ہی میں برطانیہ میں ایک ضمنی انتخاب میں کنزرویٹو بھی ہار گئے اور لیبر بھی اور ایک نہایت چھوٹی سی پارٹی اور وہ بھی خاصی غیر معروف ۔ جیت گئی ۔ علاقہ گذشتہ ستر سال کنزرویٹو پارٹی کے پاس تھا اور کنزرویٹو پارٹی ہی کے ممبر کی ہلاکت (بم کے ذریعے) کے بعد یہ انتخاب ہوا تھا ۔ برطانیہ کے لوگ حیران رہ گئے ہیں کہ یہ کیا ہوا ۔ دراصل ہوا یہ ہے کہ لوگ آزادانہ رائے دے سکتے تھے کسی طرف سے دھونس اور دھاندلی نہیں تھی کوئی ہارس ٹریڈنگ والی بات نہیں تھی ۔ انہوں نے سوچا کہ نہ ہمیں کنزرویٹو کی ضرورت ہے نہ لیبر پارٹی کی اس لئے انہوں نے ایک نئی پارٹی کو ووٹ دے دیئے اور وہ پارٹی جیت گئی ۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک ایسا نہ ہو ۔ انتخابات کو آزادانہ منصفانہ اور غیر جانبدارانہ کہا ہی نہیں جا سکتا ۔

○ کونسا علاقہ کس کا ہے ۔ اس کا تعین اس صورت میں کیا جا سکتا ہے سینکڑوں ہزاروں سالوں سے جو علاقہ کسی کے پاس ہے وہی دراصل اس علاقے کا مالک ہے ۔ اگر ایسا نہ ہو تو یکدم دنیا کا نقشہ بدل جائے ۔ دنیا کے لوگ ازل سے تو وہیں نہیں ہیں جہاں وہ پیدا ہوئے تھے ۔ وہ گھومے پھرے ۔ انہوں نے انقلابات کے ذریعہ فتوحات کے ذریعہ اور دیگر متعدد ذرائع سے ایک دوسرے کا علاقہ حاصل کیا اور وہیں رہ پڑے ۔ اور پھر وہ علاقہ انہی کا ہو گیا ۔ یہ ہے ماضی کے حالات و واقعات کا احترام ۔ بابری مسجد کو گرا کر اس لئے مندر بنایا جا رہا ہے کہ یہ جگہ ہندوؤں کے خیال کے مطابق رام کی جنم بھومی تھی ۔ اس تنازعے نے نہ صرف مذہبی طور پر بلکہ سیاسی طور پر بھی ہندوستان پر بہت اثر ڈالا ہے ۔ اب ایک بہت بڑا ہجوم ایک ہندو کی رہنمائی میں بابری مسجد کے علاقے کی طرف بڑھ رہا ہے کہ وہ زبردستی مسجد کو گرائیں گے اور وہاں مندر کی تعمیر کا آغاز کریں گے ۔ لوگ بھی پریشان ہیں اور حکومت بھی پریشان ہے چنانچہ اس علاقے کا محاصرہ کر لیا گیا ہے ہزاروں پولیس مین وہاں متعین کر دیئے گئے ہیں تاکہ لوگ وہاں پہنچ کر مسجد کو نقصان نہ پہنچا سکیں ۔

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ یہ معاملہ عدالت میں زیر فیصلہ ہے حکومت کا کہنا ہے کہ جب تک فیصلہ نہ ہو جائے کسی کو دخل اندازی کی اجازت نہ دی جائے ۔

> جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے اسی طرح پر نماز میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذت نہیں پائی ۔

آپ کا خط ملا

طاہر تعلیم الاسلام تربیتی کیمپ

امریکہ کی کیلیفورنیا سٹیٹ کے شہر لاس اینجلس کی بیت الحمید چینو (CHINO) میں دس برس سے ۱۵ برس کی عمر تک کے بچوں کا ایک تربیتی اجتماع کیمپ کی شکل میں ۱۲ ، اگست سے ۱۸ ، اگست ۱۹۹۰ء تک منعقد ہوا ۔ جس میں ۱۴۵ بچے ہفتہ بھر کیمپ میں شب و روز مقیم رہے ۔ بچوں کو دینی باتیں سکھائی گئیں ۔ کیمپ کا اہتمام و انتظام ، رہائش و طعام بہت اعلیٰ معیار کا تھا ۔ COKE اور UP-7 کے مشروبات ، دودھ ، بسکٹ بھی تقسیم کئے گئے ۔ ہر بچے کے والدین سے صرف دس ڈالر کا معمولی چندہ لیا گیا تھا ۔ ہمارے کینوگا پارک کے علاقہ سے لاس اینجلس بیت الحمید چینو ۳۵ میل کے فاصلہ پر ہے ۔ تاہم میں نے اپنے بیٹے سید عدیل بخاری بعمر تقریباً گیارہ سال کو کیمپ میں شرکت کے لئے بھیجا تھا ۔

اختتامِ کیمپ پر تقسیم اسناد منعقد ہوئی میں بھی اس تقریب کو دیکھنے کے لئے گیا تھا ۔ مولوی انعام الحق صاحب کوثر امام بیت الحمید جن کی نگرانی میں یہ کیمپ منعقد ہوا تھا انہوں نے خطاب کیا ۔ مسٹر عبد الرب انور جماعت کے جنرل سیکرٹری ہیں جو کہ مولانا عبد المالک صاحب کے صاحبزادہ ہیں ۔ محمد حنیف صاحب امریکن احمدی سان فرانسسکو سے تقسیم اسناد کے لئے تشریف لائے تھے ۔ انہوں نے جملہ شریکِ کیمپ بچوں کو اسناد تقسیم کیں ۔ عزیز عدیل کو بھی سند ملی ۔ عبد الرب انور صاحب مجھ سے بڑی محبت اور بڑے تپاک سے ملے ۔ مولوی عبد المجید صاحب پریذیڈنٹ حلقہ مارٹن روڈ کراچی کے دو صاحبزادگان مسٹر عبد اللطیف اور مسٹر خالد سے بھی مل کر خوشی ہوئی لیکن ان سے مولوی عبد الحمید صاحب امام بیت العزیز ، حلقہ عزیز آباد کراچی کے انتقال کی خبر سن کر مجھے افسوس ہوا ۔ پھر ایک بزرگ حضرت سلیم شاہجہانپوری صاحب شاعر نواب شاہ سندھ والوں سے بھی ملاقات ہوئی جو ہمانی سائرہ رفیق کے ماموں بھی ہوتے ہیں ۔

مولانا انعام الحق صاحب کوثر امام بیت الحمید نے مجھے بتایا کہ آپ کا بچہ نہایت شریف پایا گیا تو اسے میں اپنے گھر لے گیا اور اپنے دس سالہ بیٹے ذکی سے تعارف کرایا اور اس روز اپنے گھر پر ہی اسے BED پر سلایا ۔ تربیتی کیمپ نہایت مفید اور کامیاب رہا ۔

(اقتباس از خط سید منصور محمود بخاری اپنے والد میجر سید محمود احمد شاہ کراچی کے نام)

بقیہ : ص۱ سے آگے

کھانے میں نمک زیادہ ڈال دیا تو اس نے ملازم کو حکم دیا کہ اسے سو کوڑے مارو ۔ اس نے کہا حضور یہ تو اس پر بہت بڑا ظلم ہے کہ نمک کی زیادتی کی وجہ سے اتنی سخت سزا دی جائے ۔ اس نے کہا کہ میں نے تو اس پر احسان کیا ہے اس نے تو ہمارے کئی سو بکرے کھائے ہیں ۔ اب میں نے چھوٹی سی بات پر اس کو اس لئے سخت سزا دی ہے کہ لوگوں کے نزدیک اس کی عزت بنی رہے اور بدنامی نہ ہو ۔ کیونکہ وہ تو یہی سمجھیں گے کہ بیچارے کو نمک کی زیادتی کی وجہ سے مارا گیا ہے اور اصل بات ان سے پوشیدہ رہے گی ۔ بڑے لوگ خدا تعالیٰ کے اخلاق کے مظہر ہوتے ہیں ۔ اس لئے یہ بھی لوگوں سے ایسا ہی سلوک کرتے ہیں کہ کسی کی بدنامی نہ ہو بلکہ عزت ہی قائم رہے تو یہ خدا تعالیٰ نے فضل کیا ہے کہ ہمارے مخالفوں کو ہمارے پوشیدہ عیب نظر نہیں آتے ۔ اور انہیں اندھا کر دیا ہے اس لئے وہ اب جھوٹ بنانے پر اتر آئے ہیں ۔ لیکن جب ہم نے خدا کی محبت کے لئے انہیں دُور کر دیا ہے تو پھر ان کے حملے ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں ۔ مگر تم لوگ یاد رکھو کہ تمہارے بھی بہت دشمن ہیں لیکن تمہیں ان سے خواہ کتنا ہی خطرناک مقابلہ کرنا پڑے تم جھوٹ ہرگز نہ بولنا ۔ اگر کوئی تمہاری باتوں کو نہیں مانتا تو نہ مانے تم کوئی داروغہ نہیں ہو ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے داروغہ بنا کر نہیں بھیجا تو تم کون ہو ۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ ، جون ۱۹۱۵ء)

اعلان برائے لجنات

○ مورخہ ۵ ، ۶ ، دسمبر ۱۹۹۰ء کو لجنہ اماء اللہ پاکستان کے بیڈمنٹن اور ٹیبل ٹینس کے مقابلے ہوں گے ۔ ناصرات کے ٹورنامنٹ لجنہ کی اتھلیٹکس کے ساتھ فروری میں ہوں گے ۔ براہ مہربانی آپ کھلاڑی لڑکیوں کے نام نومبر کے آخری ہفتے تک بھجوا دیں ۔ اور تمام لڑکیاں ۴ ، دسمبر کو پہنچ جائیں ۔

(سیکرٹری صحت لجنہ اماء اللہ پاکستان)

آسامی خالی ہے

○ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو ایک مراقب کی ضرورت ہے ایسے مستعد اور صحت مند نوجوان جو سفر کر سکتے ہوں اور خدمتِ دین کا جذبہ رکھتے ہوں ۔ کم از کم میٹرک پاس ہوں ۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۰ء تک اپنی درخواستیں معہ ضروری تصدیق دفتر ہذا میں بھجوا دیں ۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نونہالان جماعت

بچوں کا کالم

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ آپ کو صحت و تندرستی سے رکھے اور لمبی اچھے اچھے کام کرنے والی زندگی عطا فرمائے۔

○ عزیزہ حفصہ منیر (کرن) جو محترمہ ڈاکٹر نہمیدہ منیر صاحبہ کی بیٹی ہیں نے اس کالم کے لئے ایک مضمون تحریر کیا ہے۔ یہ مضمون پڑھیئے:

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے

دنیا کو جس نظر سے بھی دیکھو یہ نہایت پرکشش ہے۔ اونچے پہاڑوں میں گھری اس زمین کی وادیوں میں بدلتے موسموں اور بہاروں میں کھلتے یہ رنگارنگ خوشبودار پھول۔ یہ خوش ذائقہ پھل، سیراب کرنے کے لئے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کے چشمے ان لالہ زاروں میں اڑتی خوبصورت تتلیاں اور عجیب جانور، دن میں سورج کی روشنی سے لے کر رات کی تاریکی میں اجالے کے لئے ان چھوٹے چھوٹے دمکتے ستاروں میں گھرا آسمان سے یہ جھانکتا چاند۔ اور ان سب کو وسعت بخشتا یہ وسیع آسمان جس پر اڑتے بادل اپنی بارش سے فضا کو دھو ڈالتے ہیں اور اس دھلی فضا سے جب آسمان اپنا عکس ان بڑے بڑے ٹھہرے سمندروں اور بہتے دریاؤں میں دیکھتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور کائنات میں موجود یہ خطہ اپنی خوبصورتی پر نازاں ہوتا ہے اور ہر چیز اپنے صناع کی حمد کرتی ہے۔

اتنا بہت کچھ پیدا کرنے کے بعد اس حکمران نے ہر لحظہ ثناء کرتی ہوئی اس رنگا رنگ اور ہر زاویہ سے بدلتی اور ظاہر ہوتی خوبصورتی میں آدم کا خمیر تیار کر کے اس زمین پر بھیجا گیا کہ جاؤ اسے دیکھو اور (مجھے) پانے کی کوشش کرو۔ ہم نے تمہیں ہر ایک شئے سے طاقتور اور عظیم ذہن عطا کیا۔ تاکہ جانوروں کو اپنا مطیع و فرماں بردار بناؤ۔ زمین میں چھپے خزانے نکالو۔ یہ دنیا کی سب آسائشیں تمہارے لئے ہیں۔ جاؤ کہ اس خطۂ زمین پر تمہاری حکومت ہے اور بڑی بڑی غلطیوں کو معاف کر دینے اور چھوٹی چھوٹی نیکیوں پر بڑی بڑی نعمتوں کا در کھول دینے کا وعدہ فرمایا۔ مگر کیوں؟

شاید اس لئے کہ اللہ کو آدم سے بے حد محبت ہے ۔۔ کہ دنیا پر کئی لحاظ سے کمزور انسان سے حکومت کرواتا اسے خود اپنے الفاظ میں اپنے خلیفہ کا درجہ دینا فرشتوں کو انسانوں کی خدمت کے لئے مامور کرنا بہت سے خدائی احکامات کا محرک آدم ہی ہے وہ احکامات جنہیں فرشتے بجالاتے ہیں) آدم کا مردہ جسم مٹی میں دفن کر دینے کا حکم ہے کہ اس کے مردہ جسم کی بھی بے حرمتی نہ ہو۔ کہ میں نے تو اس سے اس کی زندگی میں محبت کی ہے۔ اور بے شمار غلطیوں اور عیبوں پر پردہ ڈالا ہے۔ تو اب کیسے ننگا پڑا رہنے دوں۔

اس کا یہ فرما دینا اس کی چاہت کی حد ہے کہ اے آدم تو سو بار غلطی کر۔ اپنے برے اعمال سے اس کائنات سے بڑی آگ تیار کر لے۔ مگر میں اس آگ کو بھی گلزار بنا دوں گا۔ کیونکہ میں تمہیں جلتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔ کہ میں نے تجھ سے محبت کی ہے۔ مگر اے آدم اپنی غلطی کا اعتراف تو کر۔ تو سچے دل سے مجھے اپنا بخشنے والا خدا تو مان۔ مجھے پکار تو سہی۔ مجھ سے مانگ کر تو دیکھ کہ تو ایک قدم میری طرف بڑھاتا ہے۔ میں ۱۰ قدم خود تیری طرف آکر اس فاصلہ کو کم کرتا ہوں۔ اے آدم تو ایک رات میری خاطر جاگتا ہے تو تیری ایک رات کی عبادت کی قسم میں تیرے لئے ۱۰ راتیں جاگتا ہوں۔

آفرین ہے کہ ہمارا خدا اپنی ۱۰ گنا زیادہ محبت کے باوجود ہم سے کچھ نہیں مانگتا۔ اگر چاہتا ہے تو فقط ہماری توجہ!

یوں تو اس کی حمد و ثنا کے لئے یہ سب کچھ اور اس کے فرشتے بھی ہیں۔ پھر اسے ہماری توجہ! ہماری عبادت سے کیا!

مگر کیا یہ نکات اس تعلق کو شدید نہیں کریں گے!!!

اے آج کے آدم کہہ دے کہ تجھے اپنے رب کی حمد و ثناء کی ضرورت ہے۔

پیارے انکل آج مورخہ ۱۳ اکتوبر ۹۰ء کو تین "الفضل" اکٹھے موصول ہوئے۔ جس میں حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی صحت کے لئے بھی اطلاع تھی۔ پڑھ کر تسلی ہوئی۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت دعائیں کر رہے ہیں اور صدقہ بھی دیا ہے۔ آپ کا اداریہ بھی دُعا کے لئے پڑھا۔ جس سے بھی ہمیں پوری تسلی ہوئی اور مزید دُعا کی تحریک سے بھی ہمیں دُعا کرنے کا موقعہ میسر آیا۔ ہمارے روحانی باپ کے ہم پر بہت احسانات ہیں۔ خدا تعالیٰ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کو جلد از جلد صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اور مولا کریم ہمارے حضور پر نور کا جوڑا تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔

خالدہ ارشاد ۔۔۔۔۔۔

غلام مصطفےٰ تبسم

کھیل اور کھلاڑی

۱۱ ویں ایشین گیمز ۲۲ ستمبر کو بیجنگ کے ورکرز اسٹیڈیم میں پُر وقار انداز سے شروع ہونے کے بعد ۷ اکتوبر کی شام انتہائی دلکش اور یادگار انداز میں ختم ہو گئے۔ ۱۲ ویں ایشین گیمز ۱۹۹۴ء میں جاپان کے شہر ہیروشیما میں منعقد ہونگے۔ ۱۱ ویں ایشین گیمز کے اختتام پر چینی کھلاڑی اور عوام اس اعتبار سے قابل مبارکباد اور لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے ایشین گیمز میں مجموعی طور پر ۳۴۱ تمغے حاصل کئے اور اس طرح گذشتہ ایشین گیمز اور اولمپکس گیمز کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے۔ جنوبی کوریا نے دوسری اور جاپان نے تیسری پوزیشن حاصل کی جبکہ شمالی کوریا نے چوتھی ایران نے پانچویں، پاکستان نے چار گولڈ میڈل اور ایک سلور اور ۷ برانز میڈلس کے ساتھ چھٹی پوزیشن حاصل کی۔ اس سے قبل پاکستان آخری لمحوں تک پانچویں پوزیشن پر تھا لیکن ایران کی ٹیم نے فٹ بال میں گولڈ میڈل حاصل کر کے مجموعی طور پر زیادہ میڈل حاصل ہونے کی وجہ سے پانچویں پوزیشن حاصل کر لی۔ انڈونیشیا نے ساتویں، قطر نے آٹھویں، تھائی لینڈ نے نویں، ملائشیا نے دسویں، بھارت نے گیارہویں، منگولیا نے بارہویں، فلپائن نے تیرہویں، شام نے چودہویں، عمان نے پندرہویں، ہانگ کانگ نے سولہویں، سری لنکا نے سترہویں، سنگاپور نے اٹھارویں، بنگلہ دیش نے انیسویں، برما نے بیسویں، لاؤس نے اکیسویں، مکاؤ نے بائیسویں، نیپال نے تیئسویں، سعودی عرب نے چوبیسویں پوزیشن حاصل کی۔

جس وقت ۱۱ ویں ایشین گیمز کی اختتامی تقریب منعقد ہو رہی تھی اس وقت ورکرز اسٹیڈیم میں ایشیائی ممالک سے تعلق رکھنے والے ممالک کی اہم شخصیات کے ساتھ ساتھ کھیلوں کی تنظیموں کے نمائندے بھی موجود تھے۔ اس موقع پر اسٹیڈیم میں موجود شائقین میں بے انتہا جوش و خروش پایا جاتا تھا۔ اختتامی تقریب کے دوران ایشیائی اولمپک کونسل کا پرچم لہرایا گیا۔ جس کے بعد کونسل کے نائب صدر نے باضابطہ طور پر کھیلوں کے اختتام کا اعلان کیا۔ اس دوران چین کی ثقافت کو بھرپور انداز میں پیش کیا گیا۔ جس میں خوبصورت رقص، گیت، جسمانی کرتب اور آتش بازی کے مسحور کن مناظر شامل تھے۔

۱۱ ویں ایشین گیمز میں چینی کھلاڑیوں نے تقریباً تمام ہی کھیلوں میں اپنی برتری کو ثابت کیا۔ انہوں نے جن صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے اس سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ آئندہ اولمپکس گیمز میں بین الاقوامی سطح پر دوسرے ملکوں کے کھلاڑیوں کے لئے مشکلات پیدا کرنے میں کامیاب رہیں گے۔ حقیقتاً میں چینی کھلاڑیوں نے ایک میزبان ملک ہونے کے ناطے جس ذمہ داری کو قبول کیا تھا وہ اس میں بجا طور پر سرخرو رہے ہیں۔ امید بھی ہے کہ آنے والا وقت چینی کھلاڑیوں کے لئے کامیابی کے مزید دروازے کھولنے میں کامیاب رہے گا۔

دوسری جانب ایشین گیمز کے اختتام پر قطر سے تعلق والے ایتھلیٹ طلال منصور کو ۱۱ ویں ایشین گیمز ۱۹۹۰ء کا بہترین ایتھلیٹ قرار دیا گیا ہے۔ ساتھ ہی طلال منصور کو سال ۱۹۹۰ء کے لئے ایشیا کا ٹاپ ایتھلیٹ منتخب کیا گیا ہے۔ طلال منصور نے سو (۱۰۰) میٹر کی دوڑ ۱۰.۳۰ سیکنڈ میں مکمل کی تھی اس طرح وہ ایشین گیمز کے تیز ترین کھلاڑی قرار دیئے گئے۔ چینی خاتون سائیکلسٹ زہو لینگین کو جنہوں نے ایک کلومیٹر ٹائم ٹرائل میں ایشین گیمز کے دوران نیا ورلڈ ریکارڈ قائم کیا موجودہ سال کے لئے ٹاپ ایشین خاتون ایتھلیٹ قرار دیا گیا۔ چین سے تعلق رکھنے والے تیراک شین جیک یانگ اس اعتبار سے منفرد رہے کہ انہوں نے ۱۱ ویں ایشین گیمز میں انفرادی طور پر ۵ گولڈ میڈل جیت کر ریکارڈ قائم کیا۔ جن دوسرے کھلاڑیوں کو بہترین کھلاڑی قرار دیا گیا ان میں اومان کے محمد الملکی جنہوں نے ۴۰۰ میٹر کی دوڑ میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔ جنوبی کوریا کے فٹ بال کے کھلاڑی کم جو سنگ، جاپان کے مون ہیرو کانیکو، جنوبی کوریا کی کم سو نیانگ جنہوں نے خواتین آرچری میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔ جاپان کے ہائی جمپر میگو برو ساتو، شمالی کوریا کے جمناسٹ لی چیمن می اور انڈونیشیا کی بیڈمنٹن کھلاڑی سوسی سوسانتی شامل ہیں۔

۱۱ ویں ایشین گیمز میں جہاں تک پاکستان کی کارکردگی کا تعلق ہے تو وہ مجموعی طور پر اس لحاظ سے بہتر رہی کہ پاکستانی کھلاڑی اس مرتبہ چار کھیلوں میں گولڈ میڈل حاصل کرنے میں کامیاب رہے جس میں ایتھلیٹکس (ہرڈلز) کشتی رانی، باکسنگ اور ہاکی شامل ہیں۔ اس سے قبل بھی پاکستان ان کھیلوں میں مختلف اوقات میں گولڈ میڈل حاصل کرتا رہا ہے لیکن اس مرتبہ یہ کامیابی اس لحاظ سے منفرد ہے کہ پاکستان بیک وقت چار گولڈ میڈل حاصل کرنے میں کامیاب رہا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

۶- نقاط ہی سے بنتے ہیں۔ جو کاغذ پر نیچے سے سوئی لگانے سے ابھرتے ہیں۔ اور ان پر ہاتھ پھیرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان چھ میں سے کون کون سا نقطہ بنایا گیا ہے۔ اور وہ کیا حرف بنے گا۔ انگلیوں کو ان نقاط کے اوپر نہایت آہستگی کے ساتھ پھیرا جاتا ہے۔ اس سسٹم کو جواب ساری دنیا میں عام ہو گیا ہے لندن میں ۱۹۳۲ء میں اختیار کیا گیا تھا۔ اب ساری دنیا یہ جانتی ہے کہ کس سسٹم کا نام بریل سسٹم ہے۔ اور جنہیں اسکی تاریخ کا علم ہے وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اسے ایک فرانسیسی لوئی بریل نے ایجاد کیا تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے اور یہ واقعی بڑی دلچسپ بات ہے کہ بریل سے ۶۰۰ سال قبل ایک شامی مسلمان علی بن احمد بن یوسف بن الخضر العمیدی نے جسکی وفات ۱۳۱۴ء میں ہوئی اس سسٹم کو ایجاد کیا تھا۔ اور وہ اس کے مطابق پڑھا کرتا تھا۔

وہ بھی بچپن ہی سے نابینا تھا۔ یہ بات اب پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جو نابینا اس سسٹم کے ذریعے پڑھتے ہیں ان کی انگلیوں میں خاص طور پر یہ صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ جلد جلد یہ معلوم کر لیں کہ ان لفظوں سے کیا حرف بنا ہے۔ العمیدی بھی ایسی بہت بڑی صلاحیت رکھنے والا شخص تھا۔ وہ الماری میں پڑی ہوئی کتابوں کو صرف لمس کے ساتھ معلوم کر لیتا تھا کہ یہ کونسی کتاب ہے۔ بلکہ وہ کتابوں کے صفحوں پر ہاتھ پھیر کر یہ بھی معلوم کر لیتا تھا کہ کون سا صفحہ ہے اور جب وہ صفحے کی لائینیں گن لیتا تھا تو کتاب کے حجم کے مطابق اسکی قیمت بھی اسے معلوم ہو جاتی تھی۔ وہ جب کوئی کتاب خریدنے کے لئے بازار جاتا اپنے ساتھ کاغذ کا ایک ٹکڑا لے جاتا تھا۔ اس کاغذ کے ٹکڑے کو وہ حروف تہجی کے کسی حرف کے مطابق گول کر لیتا اور پھر اسے کتاب کے ٹائیٹل پر چپکا دیتا اسطرح وہ کتابوں کی مختلف اقسام کو الگ الگ کر لیتا تھا۔ بعد میں ان کتابوں کو صرف لمس کے ساتھ وہ معلوم کر لیتا کہ اسکے ہاتھ میں کون سی کتاب ہے۔ اس کا ٹائیٹل کیا ہے۔ اسکی قیمت کتنی ہے۔ اور اسکے کل صفحات کتنے ہیں۔

کہا جا سکتا ہے کہ یہ بریل سسٹم کا آغاز تھا جو بریل سے ۶۰۰ سال قبل شروع ہو چکا تھا۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس بات کا کہیں تاریخ میں ذکر نہیں ملتا و یسے بھی کسی جگہ پر اس کا ریکارڈ موجود نہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس کا کہیں ریکارڈ موجود نہیں ہے اور تاریخ بھی اسکا پتہ نہیں دیتی تو ہم تک یہ بات کیسے پہنچی۔ سینہ بہ سینہ اور اگر سینہ بہ سینہ پہنچی تو اس بات کی وقعت کہاں تک ثابت کی جا سکتی ہے۔

قرارداد تعزیت بر وفات

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

سیدنا حضرت فضلِ عمر اور حضرت سیدہ امِ ناصر کے واقفِ زندگی فرزند ارجمند محترم حضرت ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی وفات ایک قومی اور جماعتی صدمہ ہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب اوّلین واقفینِ زندگی میں سے تھے اور پہلے نور ہسپتال قادیان اور پھر فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں بطور چیف میڈیکل آفیسر لمبے عرصہ تک فنِ طبابت اور اپنی پرسوز دعاؤں کے ذریعے نوعِ انسان کے دکھوں کو دور کرتے رہنے کی توفیق ملتی رہی۔

آپ نہایت سادہ اور حلیم الطبع اور غمگسار اور بے نفس انسان تھے۔ نمازوں میں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ لمبی دعائیں کرنا آپ کا خصوصی وصف تھا۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) کی ربوہ سے لندن جاتے کے موقع پر آپ کو بھی ایک تاریخی کردار ادا کرنے کی سعادت ملی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کے درجات بلند فرمائے اور ان کو اپنا مقامِ قرب عطا فرمائے۔

مجلس انصار اللہ بھارت و مقامی قادیان سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور محترم صاحبزادہ صاحب کی بیگم صاحبہ اور تمام اولاد اور جملہ افرادِ خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

منجانب مجلس انصار اللہ بھارت۔ قادیان

اطلاع

۲۴ ، سے ۲۷ اکتوبر تک بوجہ الیکشن کی تعطیلات پرچہ شائع نہیں ہوا۔

(مینجر)

خبریں

ملکی خبریں

○ پاکستان کی معیشت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ زرِ مبادلہ کے ذخائر خوفناک حد تک کم ہو چکے ہیں۔ اسوقت پاکستان اپنی تاریخ کے بدترین اقتصادی بحران سے دوچار ہے تیل کی درآمد کیلئے کم از کم ۱۶۔ ارب روپے کی ضرورت ہے اس رقم کو حاصل کرنے کیلئے تیل کی قیمت میں ۴۳ فیصد اضافہ کرنا پڑے گا۔ تاہم نگران حکومت نے صرف ۲۱ فیصد اضافے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ بجلی اور گیس کے نرخوں میں ۱۰ فیصد اضافے کا فیصلہ کیا گیا ہے

○ دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے پیپلز پارٹی کے ایک رہنما نجیب احمد کے قتل کے الزام سے ایم کیو ایم کے لیڈر الطاف حسین کو بری قرار دے دیا ہے۔

○ مبینہ طور پر شکر گڑھ میں پیپلز ڈیمو کریٹک الائنس کے ۶ حامیوں کو قتل کر دیا گیا۔

○ سابق وفاقی وزیر جہانگیر بدر پر فائرنگ کی گئی تاہم وہ زخمی ہونے سے بچ گئے۔

○ جماعت اسلامی نے آئی جے آئی کے پشاور کے جلسے کا بائیکاٹ کر دیا جلسے سے نواز شریف اور ولی خان نے مشترکہ طور پر خطاب کیا تھا۔

○ تقریباً پچاس ہزار افراد پر مشتمل دس ہزار افغان خاندان ستمبر ۱۹۹۰ء تک پاکستان سے واپس افغانستان پہنچ چکے ہیں یہ بات پناہ گزینوں کیلئے اقوامِ متحدہ کے ہائی کمشنر نے بتائی۔

○ نگران وزیرِ داخلہ میاں زاہد سرفراز کہا ہے کہ امریکہ کی طرف سے امداد کی معطلی کے جواب میں پاکستان انتقاماً اپنے ذمہ امریکی قرضے واپس نہیں کرے گا۔

○ گورنر سندھ نے وزیرِ اعلیٰ سندھ کے مشورے سے چھ افراد کو وزیرِ اعلیٰ کا معاون خصوصی مقرر کیا ہے۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے گیارہ ایڈیشنل ججوں کو مستقل کر دیا گیا ہے۔

○ کالا شاہ کاکو کے قریب ریل حادثے کا شکار ہونے سے بال بال بچ گئی۔ پٹڑی کی فش پلیٹیں اکھاڑ دی گئی تھیں۔

غیر ملکی خبریں

○ عراق کے صدر صدام حسین نے برطانیہ کے کئی یرغمالیوں کو رہا کرنے کا اعلان کر دیا ہے عراق کے اس فیصلے کا اعلان برطانیہ کے سابق وزیرِ اعظم مسٹر ایڈورڈ ہیتھ نے صدر صدام حسین سے ملاقات کے بعد کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان افراد کو غیر مشروط طور پر رہا کیا جائے گا۔ سابق برطانوی وزیر اعظم نے کہا کہ انہوں نے صدر صدام حسین کو بتایا ہے کہ برطانوی یرغمالیوں کے نتیجے میں برطانیہ میں عراق کے بارے میں نفرت بڑھ رہی ہے۔ اور خلیج کے پرامن حل کی راہ میں رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں۔

○ ایک آئل ٹینکر کو جو عراق کے لئے تیل لے جا رہا تھا قبرص میں روک لیا گیا ہے۔ ٹینکر کے کپتان اور عملے کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان کو جرمانہ ادا کر کے ملک چھوڑنے کی اجازت ہو گی۔

○ مقبوضہ بیت المقدس میں فلسطینیوں کے زبردست مظاہروں کے بعد اسرائیلی حکومت نے فلسطینیوں کا بیت المقدس میں داخلہ ممنوع قرار دے دیا ہے۔ اسرائیل کی خواتین نے بھی فلسطینیوں کے قتلِ عام کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا انہوں نے سوگ کی علامت کے طور پر سیاہ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ پولیس نے اسرائیلی عورتوں کی لیڈر اور ان کی ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔

○ ملائیشیا کے وزیرِ اعظم مہاتیر بن محمد مسلسل تیسری بار الیکشن میں منتخب ہو گئے ہیں اس بار ان کی پارٹی نے دو تہائی اکثریت حاصل کی ہے

○ چین نے اپنے فوجی بجٹ میں ۱۵ فیصد اضافہ کر دیا ہے۔

ہوائی سفر
بیرون ملک ہوائی سفر کے متعلق ہر قسم کی خدمات کے لئے ہم سے رابطہ فرمائیں
نوبل مین ٹریولز
۲۱/۴ مین سوک سنٹر نزد جی پی او اسلام آباد
فون نمبرز ۸۱۸۷۵۷ ، ۸۲۲۹۳۳

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اوّل کے مشہور شاگرد حضرت حکیم نظام جان کا
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
بے اولاد ۔ نرینہ اولاد سے محروم
اٹھراء ۔ بچوں کا سوکھا پن
گوجرانوالہ فون ۴۸۴۴ ، ربوہ فون ۹۰۶
قلعہ کالروالہ ، ملتان ، کراچی